

BRIBERY IN PAKISTAN AND ITS SOLUTION IN THE LIGHT OF THE TEACHINGS OF ISLAM

URDU - پاکستان میں رشوت اور اس کا حل اسلامی تعلیمات کی روشنی میں -

DR. BASHIR AHMED RIND

Associate Professor, University of Sindh, Jamshoro

UME KULSOOM RIND

Lecturer, University of Sindh, Jamshoro, Campus Dadu

ABSTRACT:

Our beloved country Pakistan is facing a number of internal and external issues and threats such as terrorism, sectarianism, kidnapping for ransom money, corruption and other social evils. Wide-spread bribery is one of such evils. In order to make future of our coming generations bright, these issues have to be tackled on urgent basis. Is there a common root cause to these issues? Do they have a similar cure? What is it that we need to do at individual as well as societal level to overcome these challenges? In this paper, we will try to explore this while taking 'bribery' as a case study. "Bribe is a thing that a person offers to a judge (or to a person in position of power and decision-making) or an authorized person for (undue) favor in decision, or whatever the bribe-giver wants in return" (Ibn-e-Nujaim: Albahar- Al-Raiq 2/262). Bribe is not only one of the reasons for Allah SWT's displeasure, it is also a poison for the collective interests of nation and country. It destroys the very basis of state's social setup. Its consequences are extremely harmful and appear in the shape of credulity, injustice, lawlessness, unlicensed freedom, anarchy, class differences, inferiority complexes, restlessness and killing of merit etc. This is the reason that holy prophet (Peace be upon him) ﷺ declared: "there is curse of God on a person who offers, accepts or deals with bribery" (Musnad-e- Ahmed, hadith No 22762). There is no doubt that every government in Pakistan has made certain efforts to stop the wide-spread of bribery from time to time, but no satisfactory results have been achieved in this regard so far. The reason of this repeated failure of governments' efforts is lack of attention to the root causes. If root causes are not identified and eliminated, this unwanted and widespread bush would grow-back again irrespective of how many times and effort is made to cut it. Same goes true for all social evils. Hence the actual need for removal of this societal disease i.e. bribery is to discover the basic causes, and after a thorough and critical study of these causes, implementation of its acceptable solution in the light of Islamic teachings. This paper is an effort to find out the reasons for bribery and suggest its solutions.

Key words: رشوت، اسباب، اسلامی تعلیم، پرکشی تنخواہ، سزا

تعارف

بدعنوانی یا کرپشن کی مختلف صورتیں ہیں، ان میں سے ایک اہم صورت رشوت بھی ہے۔ "رشوت اس مال یا مفاد کا نام ہے جو کسی حکمران، جج یا بااختیار فرد کو اس لیے دیا جاتا ہے کہ وہ دینے والے کے حق میں فیصلہ دے یا اس کا من پسند مقصد پورا کر دے یا اس کے مخالف کا کام پیچھے کرے اور اس کا کام پہلے

کرے" i "رشوت صرف اُس نقدِ رقم یا استعمال کی چیز کا نام نہیں جو کسی باختیار فرد کو اپنا جائز یا ناجائز مفاد حاصل کرنے کے لیے دی جاتی ہے بلکہ عہدے اور منصب کی وجہ سے دیا جانے والا ہدیہ، مخصوص دعوت، کسی چیز کی قیمت میں رعایت، ہبہ یا بخشش، عاریتاً یا بلا معاوضہ کوئی چیز استعمال کے لیے دینا، قرضہ دینا، یا کسی نوکری، پروموشن یا اہم عہدے کی لالچ دینا، یہ ساری چیزیں رشوت کے زمرے میں آتی ہیں" ii

پاکستان میں رشوت خوری کی صورتحال

ویسے تو بدعنوانی یا رشوت ستانی صرف پاکستان کا مسئلہ نہیں بلکہ یہ ایک سماجی برائی ہے، جہاں انسان آباد ہیں وہاں اس قسم کی برائی ممکن ہے، لیکن ترقی پذیر ممالک میں یہ برائی زیادہ چلتی ہے۔ وطن عزیز پاکستان میں رشوت اور دوسری مالی بدعنوانیوں کا بازار کتنا گرم ہے اس کا اندازہ ہر وہ شخص جو پاکستانی معاشرے کو سمجھتا ہے لگا سکتا ہے، اسی طرح اس کا اندازہ سابق وزراء یا اہم سرکاری عہدوں پر فائز شخصیات کے مندرجہ ذیل اعترافات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے، جن کا اظہار وہ مختلف مواقع پر کرتے رہے ہیں۔ جناب ایس ایم ظفر سابق وفاقی وزیر قانون و انصاف کہتے ہیں:

"پاکستان میں بدعنوانی (Corruption) خطرناک حد تک بڑھ چکی ہے، اور ہمارے سسٹم کا حصہ بن چکی ہے، کرپٹ آدمی کو معاشرہ بھی برا نہیں کہتا بلکہ اس کی عزت ہوتی ہے" iii

قومی تعمیر نو بورڈ کے سابق چیئر مین محترم دانیال عزیز رشوت کی گرم بازاری کی شکایت اس طرح کرتے ہیں:

"ملک میں کمیشن کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا، افسروں کے سامنے قرآن اور پیسے رکھے جائیں تو وہ پیسوں کو اولیت دیتے ہیں" iv

خاص طور پر صوبہ سندھ کے بارے میں سابق صوبائی وزیر جناب علی میر شاہ صاحب فرماتے ہیں:

"سندھ کے ہر کھاتے میں 90 فیصد کام رشوت پر ہوتے ہیں" v

سابق وائس چیئر مین سینیٹ جان محمد جمالی کہتے ہیں: ملکی کرپشن کی حالت یہ ہے کہ مجھے بھی سرٹیفکٹ نکلوانے کے لیے رشوت دینی پڑی تو پھر عام آدمی کی حالت کیا ہوگی؟ vi

یہ حکومت کے ذمہ دار اور اہم عہدوں پر فائز شخصیات کے بیانات ہیں جن سے اپنے ملک میں رائج رشوت خوری کا آسانی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ انور شعور نے پاکستان میں رشوت کی چلن کو منظوم الفاظ میں اس طرح بیان کیا ہے:

چلن کس قدر ہے یہاں رشوتوں کا

یہ سن کر ہمیں جھنجھری ہو رہی ہے

خوشی سے گھر بھر رہے ہیں ملازم

دفا تر میں خانہ پُری ہو رہی ہے۔ vii

رشوت کے بارے میں اسلامی تعلیم

اسلامی تعلیمات کے مطابق رشوت رزق حاصل کرنے کا ایک ناجائز ذریعہ ہے، اور اس کا لین دین سخت حرام ہے، اس لیے کہ یہ اجتماعی مفاد کے خلاف قاتل زہر ہے، جس معاشرے میں رشوت پھیل جاتی ہے، اس کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیتی ہے اور سارا معاشرہ انتشار کا شکار ہو جاتا ہے۔ ظلم، نا انصافی، قانون شکنی، بے راہ روی، احساس کمتری، بے چینی، اور اہلیت کا قتل عام سب رشوت کا لازمی نتیجہ ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رشوت دینے والے، لینے والے اور دونوں کے درمیان واسطہ بننے والے ایجنٹ پر لعنت کی ہے۔ viii

ذیل میں ہم رشوت کے بارے میں قرآنی آیات، احادیث، اور سلف صالحین کے اقوال ذکر کرتے ہیں:

قرآنی آیات

قرآن مجید میں رشوت کے لیے لفظ رشوت استعمال نہیں ہوا، بلکہ اسے اکل بالباطل (ناجائز طریقے سے لوگوں کا مال کھانے) کی ایک صورت کہا گیا ہے۔ اسی طرح اس کے لیے کہیں سُخت (سخت حرام) تو کہیں پیسوں کے عوض انصاف فروخت کرنا جیسے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

1- وَلَا تَكُلُوا مِمَّا لَكُمْ يَتِيمًا وَلَا مِمَّا لَكُمْ بِالْأَيْمَانِ إِلَّا تَعْلَمُونَ^{ix}

"اور ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے مت کھاؤ اور نہ اسے حکام کے پاس اس مقصد کے لیے لے جاؤ کہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ جان بوجھ کر گناہ کے طریقے سے کھا جاؤ"

اس آیت میں دو چیزوں سے روکا گیا ہے: ایک لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھانا اور دوسری چیز، مال حاکموں کے سامنے پیش کرنا۔ جمہور مفسرین کے مطابق باطل طریقے سے مال کھانے کی کئی صورتیں ہیں، ان میں سے ایک رشوت بھی ہے^x اور مال حاکموں کے سامنے پیش کرنے کے دو مقاصد ہیں: ایک یہ کہ جب آپ جانتے ہیں کہ مال دوسرے شخص کا ہے تو محض اس لیے کہ اس کے پاس اپنی ملکیت ثابت کرنے کے لیے کوئی ثبوت نہیں یا اس لیے کہ آپ زبان درازی سے اس کا مال ہتھیا سکتے ہیں، اس کا مقدمہ حکام کے سامنے نہ لے جاؤ، ہو سکتا ہے کہ کوئی حاکم یا جج مقدمہ کی ظاہری صورت حال دیکھ کر وہ مال آپ کو دلادے مگر حاکم کا یہ فیصلہ درحقیقت مقدمہ کی غلط روایت یا دھوکہ دہی کا نتیجہ ہوگا۔ اس لیے اس کی ملکیت کا حق ملنے کے باوجود آپ اس کے مالک نہیں بن سکتے۔ خدا کے نزدیک وہ مال تمہارے لیے حرام ہے۔ دوسرا مقصد یہ ہے کہ ناجائز مفاد حاصل کرنے کے لیے رشوت کی نیت سے مال حکام کے پاس نہ لے جاؤ۔^{xi}

2- سَاعُونَ لِلْكَذِبِ أَكُلُونَ^{xii} للسهل

"یہ (یہودی) جھوٹ بہت سننے والے ہیں اور سُخت (حرام) بہت کھانے والے ہیں"

لغت کے ماہرین کے مطابق سُخت ہر ایسی حرام چیز کو کہا جاتا ہے جس کا نام لینا ہی برا لگے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ سُخت ایسی حرام اور ناپاک کمائی کو کہا جاتا ہے جس کی وجہ سے انسان کو عار لگے اور وقار مجروح ہو۔ سُخت کے معنی عذاب بھی ہے، سُخت کے ایک معنی تباہ و برباد کرنا اور کسی چیز کو جڑ بنیاد سے اکھڑ کر پھینکنا بھی ہے، اسی طرح نہایت بھوک، حرص و ہوس، بے برکتی، اور انتہائی خسیس چیز کو بھی سُخت کہتے ہیں^{xiii}

مفسرین کی تشریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ عام طور پر سُخت کا لفظ ہر حرام کمائی کے لیے استعمال ہوتا ہے مگر قرآن مجید میں اس سے مراد رشوت ہی ہے، جیسے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سے جب سُخت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے اس کی تشریح رشوت سے کی^{xiv} اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا: جو گوشت سُخت سے پیدا ہوا اس کے لیے آگ ہی مناسب ہے۔ کسی نے عرض کیا کہ سُخت کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "فیصلے میں رشوت لینا" اسی طرح ابن مسعود، ابن عباس، ابراہیم نخعی، حسن بصری، مجاہد، قتادہ، اور ضحاک رضی اللہ عنہم نے بھی سُخت کی تشریح رشوت سے کی ہے^{xv} ابو حیان اندلسی فرماتے ہیں: سُخت کی بڑی قسم فیصلے میں رشوت لینا ہے، اور آیت میں اسی کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ یہودی فیصلوں میں اور حرام کو حلال بنا کر دینے کے عوض رشوت لیتے تھے^{xvi} حضرت حسن بصریؒ نے اسی آیت کی تشریح میں فرمایا: "یہودیوں کے حاکموں کا حال یہ تھا کہ فریقین میں سے جب کوئی ان کے پاس آتا تھا تو رشوت اپنی آستین میں رکھتا تھا اور حاکم کی توجہ اس کی طرف مبذول کرتا تھا، پھر اپنی حاجت بیان کرتا تھا، اور حاکم رشوت دیکھ اس کی طرف اس طرح مائل ہو جاتا کہ صرف اسی کی باتیں سنتا رہتا اور اس کے مخالف کی طرف نظر اٹھا کر کے بھی نہ دیکھتا۔ اس طرح وہ رشوت کھاتا تھا اور جھوٹ سنتا تھا۔"^{xvii} مفتی محمد شفیعؒ سُخت کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: سُخت کے لفظی معنی کسی چیز کو جڑ بنیاد سے کھود کر برباد کرنے کے ہیں... رشوت کو سخت کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ نہ صرف لینے دینے والوں کو برباد کرتی ہے بلکہ پورے ملک و ملت کی جڑ بنیاد اور امن عامہ کو تباہ کرنے والی ہے، جس ملک یا محکمہ میں رشوت چل جائے وہاں قانون معطل ہو کر رہ جاتا ہے اور قانون ملک

ہی وہ چیز ہے جس سے ملک و ملت کا امن برقرار رکھا جاتا ہے وہ معطل ہو گیا تو نہ کسی کی جان محفوظ رہتی ہے، اور نہ آبرو، نہ مال، اس لیے شریعت اسلام نے اس کو سخت فرما کر اشد حرام قرار دیا^{xviii}

3۔ وتریٰ کثیراً منہم یسارعون فی الاثم والعدوان والکلھم السحت لبئس ما کانوا یصنعون^{xix}

"تم یہودیوں میں سے بہت سے لوگوں کو گناہ، ظلم کے کام اور حرام کھانے کی طرف دوڑتا ہوا دیکھو گے، ان کے اعمال بہت برے ہیں، بھلا ان کے مشائخ، اور علماء ان کو گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے کیوں نہیں روکتے؟ ان کے کام بہت برے ہیں"

اس آیت کریمہ میں یہودی علماء و مشائخ کی اپنے لوگوں کو گناہ، ظلم و زیادتی اور رشوت خوری سے منع نہ کرنے پر مذمت کی گئی ہے۔ اور کسی عمل پر مذمت کرنا اس کے حرام ہونے کی دلیل ہے۔

4۔ ولا تشتر وایاتی ثمناً قلیلاً^{xx} "میری آیات کے بدلے میں تھوڑی سی قیمت نہ لو"

اس آیت میں یہود کے ان حکام کو خطاب ہے، جو رشوت لے کر اللہ تعالیٰ کے احکام کو تبدیل کرتے رہتے تھے، مقصد یہ تھا کہ اللہ کی آیات اور احکام کے تبدیل کرنے کے عوض میں رشوت کے طور پر دنیا کی تھوڑی سی قیمت نہ لو^{xxi}

احادیث

اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے بھی سختی کے ساتھ رشوت خوری سے روکا ہے، جیسا کہ مندرجہ ذیل روایات سے ظاہر ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

1۔ لعن رسول اللہ ﷺ الراشی والمرتشی فی الحکم^{xxii}

"رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے والے، اور فیصلہ میں رشوت لینے والے پر لعنت کی ہے"

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کی روایت کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

2۔ الراشی والمرتشی فی النار^{xxiii} "رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں جہنم میں جائیں گے"

رشوت لینے کے اسباب

رشوت لینے کے اسباب معلوم کرنے کے لیے ایک عام فہم سوال نامہ تیار کیا گیا جو پاکستان کے چاروں صوبوں سے وابستہ، زندگی کے مختلف شعبوں سے

تعلق رکھنے والے ایک سواہم افراد سے بھرایا گیا، انھوں نے جو رشوت کے اسباب بتائے ان کی تفصیل کچھ اس طرح ہے^{xxiv}

رشوت کے بنیادی اسباب

نمبر شمار	اسباب	جواب دینے والوں کا شرح فیصد
1	معاشی بد حالی	38
2	قانون و انصاف کا ناقص نظام	19
3	معیار زندگی (Living Stander) بڑھانے کا شوق	18
4	خود غرضی اور قومی ترجیحات کا فقدان	10
5	ایمانی کمزوری یا خوف خدا کا نہ ہونا	9
6	قانون ٹھکنی یا بے انصافی	3

نمبر شمار	اسباب	جواب دینے والوں کا شرح فیصد
7	سیاسی عدم استحکام	1
8	قومی دولت کی غیر منصفانہ تقسیم	1
9	دینی تعلیمات کی کمی	1
	میزان	100

مذکورہ اسباب کا اگر تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ بنیادی طور پر رشوت کے تین اسباب ہیں:

1. ملازمین کی معاشی بد حالی یا تنخواہوں کا قدر کفایت نہ ہونا

2. حرص ہوس یا خود غرضی

3. سرکاری بد انتظامی

(جیسے قانون و انصاف کا ناقص نظام، قانون شکنی، سیاسی عدم استحکام، قومی دولت کی غیر منصفانہ تقسیم، وغیرہ)

1- معاشی بد حالی کا تجزیہ

2003 سے 2006 میں ہم نے رشوت کے موضوع پر پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھا تھا، ہماری تحقیق کے مطابق اس وقت سرکار کے سول ملازمین کی تعداد 2238328 تھی، جن سے گریڈ 11 تک کے ملازمین کی تعداد 1877388 تھی، اور یہ ملازمین کے مجموعی تعداد کا %83.874 تھے۔ جب ہم نے بین الاقوامی اداروں کی طرف سے غربت کی لکیر کے لیے مقررہ کم سے کم آمدنی کی حد معلوم کی تو وہ اس وقت 12240 تھی اور ہم نے گریڈ 11 کے ملازمین کی تنخواہ آخری انکمیمینٹ اور سارے وظائف ملا کر دیکھی تو وہ 11488 تھی، جس کا مطلب پاکستان کے گریڈ 11 تک کے ملازمین کی تنخواہ اتنی کم تھی کہ غربت کی لکیر سے بھی نیچے کی زندگی گزار رہے تھے، اور گریڈ 11 تک کے ملازمین، ملازمین کی مجموعی تعداد کا قریباً 84 فیصد تھے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ملازمین کی اکثریت معاشی بد حالی کا شکار تھی۔^{xxv}

حل

عام ملازمین کی تنخواہیں قدر کفایت اور اہم عہدوں پر فائز ملازمین کے لیے پرکشش تنخواہیں۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

من کان لناعمالاً فلیکنتب زوجۃ فان لم یکن له خادم فلیکنتب خادماً فان لم یکن له مسکن فلیکنتب مسکناً^{xxvi}

"جو شخص سرکار کے لیے کام کرتا ہے وہ بیوی کے اخراجات لے، اگر اس کے پاس خادم نہیں تو خادم لے، اگر اسے گھر نہ ہو تو گھر لے" مطلب کہ ایک سرکاری ملازم کا حق ہے کہ نہ صرف اپنے اخراجات لے بلکہ اپنی بیوی بچوں کے پورے اخراجات سرکار سے وصول کرے، اگر کام کی نوعیت کے اعتبار سے اسے خادم (Peon) رکھنے کی ضرورت ہو تو سرکار اسے خادم یا اس کے الاؤنس فراہم کرے، اسی طرح ریاست اسے رہنے کے لیے گھر بھی فراہم کرے، اگر ریاست ہر ملازم کو گھر فراہم نہیں کرتی تو ان کی نوکری کی مناسبت سے انہیں گھر کا کرایہ فراہم کرے تاکہ وہ عزت بھرے طریقے سے زندگی گزار سکیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا طریقہ کاریہ رہا کہ ملازمین کی دیانتداری اور راست بازی کو قائم رکھنے کے لیے ان کی تنخواہیں پر کٹش رکھتے تھے، خاص طور پر اہم عہدوں پر فائز ملازمین کی تنخواہیں پانچ پانچ ہزار درہم رکھتے تھے^{xxvii} اور اس وقت درہم کی قدر یہ تھی کہ 400 درہم میں اونٹنی ملتی تھی۔^{xxviii}

2- حرص و ہوس و خود غرضی

حرص و ہوس انسانی مزاج کا حصہ ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

زین للناس حب الشهوات من النساء والبنین والقناطر المقطرة من الذهب والفضة والخيل المسومة والانعام والحراث ذالك متاع الحیوة الدنیا واللہ عندہ حسن المآب^{xxix} "لوگوں کے لیے مرغوبات نفس یعنی عورتیں، اولاد، سونے چاندی کے ڈھیر، چیدہ گھوڑے، مویشی اور زرعی زمینیں، بڑی خوش آئند بنادی گئی ہیں، مگر یہ سب دنیا کی چند روزہ زندگی کے سامان ہیں۔ حقیقت میں جو بہتر ٹھکانہ ہے وہ تو اللہ کے پاس ہے"

وتحبون المال حبا جمعا^{xxx} "اور تم مال سے بہت ہی زیادہ محبت رکھتے ہو"

یہ انسانی نفسیات اور اس کی فطری کیفیات کا بیان ہے۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

لوکان لابن آدم وادیان من مال لا تتبئان لثا ولا یملأ جوف ابن آدم الا التراب ویتوب اللہ علی من تاب^{xxxi}

"اگر انسان کے پاس دو وادیاں مال (سونے) کی ہوں گی تو وہ تیسری کی تلاش کرے گا، انسان کے پیٹ کو تو مٹی ہی بھر سکتی ہے، اور اللہ اس پر اپنی مہربانیوں کے ساتھ رجوع کرتا ہے جو خدا کی طرف لوٹتا ہے"

ہزاریں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے

حل:

حرص و ہوس پر قابو پانے کے دو طریقے ہیں:

1- نصیحت

اسلام اس کا ایک حل تو یہ بتاتا ہے کہ لوگوں کو نصیحت کی جائے اور ان کے ضمیر کو بیدار کیا جائے اور انھیں یہ احساس دلایا جائے کہ رشوت ایک سماج دشمن برائی ہے، جو پورے سماج کے اجتماعی نظام کو بری طرح متاثر کرتی ہے، تاکہ لوگ اسے برا سمجھ کر از خود اس سے رک جائیں۔ اسی کے ساتھ اسلام یہ بھی احساس دلاتا ہے کہ آپ کے پاس جو خدا کی نعمتیں ہیں ان کی قدر کرو اور کفایت شعاری سے کام لو، مالی حوالے سے جو آپ سے کم حیثیت ہیں ان کو دیکھو تو تمہارے پاس جو خدا کی نعمتیں ہیں، ان کا تمہیں احساس ہو جائے گا۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

انظر والی من ہوا سفل منکم ولا تنظر والی من ہو فوقکم فانہ اجد ران لا تزدر وانعمہ اللہ علیکم^{xxxii}

"جو لوگ تم سے کم حیثیت ہیں ان کی طرف دیکھو اور جو تم سے اوپر ہیں ان کی طرف مت دیکھو، اسی صورت میں تم خدا کی نعمتوں کی ناشکری نہیں کرو گے"

شیخ سعدیؒ نے اپنی زندگی کا ایک واقعہ لکھا ہے:

"میں نے کبھی بھی زمانے کی سختی کی شکایت نہیں کی اور نہ پریشانی کے آثار چہرے پر لایا، مگر اس وقت صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا جب میرے پاؤں میں جتی نہیں تھی اور نہ ہی جتی خریدنے جتنے پیسے تھے، اسی فکر و اندوہ میں کوفہ کی جامع مسجد میں آیا، وہاں ایک ایسے شخص کو دیکھا جسے دونوں پاؤں نہیں تھے، بروقت اللہ کا شکر ادا کیا کہ یا خدا اگر جتی نہیں تو کیا ہوا، دونوں پیر تو سلامت ہیں، اور اپنی تہی دستی پر صبر کیا"^{xxxiii}

2- سخت سزا

انسانی حرص و ہوس و جرائم پر کنٹرول کرنے کے لیے اسلام نے جو دو سرطریقہ اختیار کیا ہے وہ قانونی گرفت یا سخت سزا کا طریقہ ہے۔ معاشرے میں کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو خوفِ خدا یا سماجی حیا اور طبعی شرافت کی وجہ سے براہوں سے دور رہتے ہیں، مگر کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جنہیں خدا کا خوف یا کسی قسم کا سماجی حیا اور طبعی شرافت نہیں ہوتی، اس لیے اس قسم کے لوگوں کو قانون کی گرفت یا سزا کی طاقت کے ذریعے ہی جرائم سے روکا جاسکتا ہے۔ اگر ایسے لوگوں کو سزا کی طاقت کے ذریعے جرائم سے نہ روکا گیا تو نہ صرف یہ لوگ بلکہ انہیں دیکھتے دیکھتے دوسرے بھی کئی ایسے عناصر پیدا ہوں گے جو معاشرے کا امن و سکون تباہ و برباد کر دیں گے۔ اس لیے اسلام اجتماعی مفاد کے پیش نظر ایسے شر پسند عناصر کو جرائم سے روکنے کے لیے سزا کا طریقہ اختیار کرتا ہے۔ سزا ایک طرف مجرم کو جرم سے روکتی ہے تو دوسری طرف غیر مجرم افراد کے لیے عبرت کا سامان ہوتی ہے، سزا جرم کو بار بار ہونے یا زیادہ ہونے سے روکتی ہے، اس لیے کہ سزائیں وہ طاقت ہے جسے آنکھیں دیکھتی ہیں اور حواس محسوس کرتے ہیں، اس لیے اس کی اثر اندازی بھی زیادہ ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وانزلنا الحدید فیہ باس شدید^{xxxiv}

"ہم نے لوہا (قانونِ عدل و سزا) اتارا ہے، جس میں سخت ہیبت و طاقت ہے"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ان اللہ لیزع بالسلطان ما لا یزع بالقرآن^{xxxv}

"اللہ تعالیٰ اقتدار و سزا کی طاقت کے ذریعے ان جرائم کی بیخ کنی کرتا ہے جن کی بیخ کنی قرآن مجید کی نصیحت کے ذریعے نہیں کی جاسکتی"

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملک (لاہوری) کی تحقیق کے مطابق: "صرف پانچ فیصد لوگ ایسے ہیں جو خوفِ خدا، سماجی حیا یا طبعی شرافت کی وجہ سے بد عنوانی و رشوت سے رکتے ہیں، چاہے انہیں کیسا بھی ماحول ملے، چاہے وہ بھوک مر رہے ہوں پھر بھی حرام خوری سے بچتے ہیں، اور 10 فیصد لوگ ایسے ہیں جو ہر صورت میں حرام کھانا چاہتے ہیں، چاہے انہیں کتنی بھی تنخواہیں یا مراعات دی جائیں پھر بھی کرپشن کرتے ہیں، باقی 85 فیصد لوگ ہوا کا رخ دیکھ کر عمل کرتے ہیں، اس لیے 85 فیصد لوگوں کو جرائم سے یا حرام خوری سے بچانے کے لیے 10 فیصد لوگوں کو سخت سزائیں دینی پڑیں گی"^{xxxvi}

یہی وجہ ہے کہ اسلامی شریعت نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر (دعوت و تبلیغ) کے ساتھ قانونِ قصاص و قانونِ حدود و تعزیرات دیا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے عبداللہ ابنِ تنبیہ نامی ایک شخص کو افسر بنا کر بھیجا، جب وہ واپس آئے تو کچھ مال، سرکاری مال سے علیحدہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ مجھے تحائف ملے ہیں، جس پر آپ ﷺ نے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا، اور فرمایا کہ تحائف تو وہ ہوتے ہیں جو رشتہ داری، یادوستی کے تعلق کی بنیاد پر دیئے جائیں، مگر جو تحائف سرکاری عہدے کی وجہ سے دیئے جاتے ہیں وہ تحائف کے نام سے رشوت ہیں، (اور حضور ﷺ نے پھر کبھی اسے سرکاری ذمہ داری نہیں سونپی)^{xxxvii}

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس وسائل سے زیادہ آمدنی دیکھی (جو اس کی تنخواہ سے دو گنی تھی) تو اس سے

اس کا آدھا لے کر بیت المال میں جمع کرادیا^{xxxviii}

ملک میں جو رشوت ستانی یا بد عنوانی ہوتی ہے اس میں زیادہ تر حکام اور اعلیٰ سرکاری عہدہ دار ملوث ہوتے ہیں جو کسی طرح بھی مالی تنگی میں مبتلا نہیں، اس کی وجہ سوائے حرص، ہوس اور خود غرضی کے کچھ نہیں، اسی چیز کا اظہار بد عنوانی کی روک تھام کے لیے منعقدہ سمینار کو خطاب کرتے ہوئے سابق صدر پرویز مشرف نے اس طرح کیا تھا: نیب نے اس وقت تک 165 سیاستدانوں، 12 رٹائرڈ فوجیوں اور 344 افسروں کے خلاف کارروائی کر کے 3 ارب ڈالر ملکی خزانے میں واپس کرائے ہیں۔^{xxxix} اور ظاہر ہے کہ اس قسم کے لوگ حرص و ہوس کی وجہ سے اس مرض میں مبتلا ہوتے ہیں اور ان کا علاج کڑی نگرانی اور سخت سزا ہی ہو سکتی ہے۔

3۔ سرکاری بد انتظامی

(جیسے قانون وانصاف کا ناقص نظام، قانون ٹھکنی، سیاسی عدم استحکام، قومی دولت کی غیر منصفانہ تقسیم، وغیرہ)

1- قانون وانصاف کا ناقص نظام:

قانون وانصاف کا وہی نظام اچھا ہوتا ہے جس میں حقداروں کے حقوق انھیں جلد مل جائیں اور مجرموں کو جلد از جلد منطقی انجام تک پہنچایا جائے، لیکن پاکستان کے عدالتی نظام کی حالت یہ ہے کہ یہاں ایک ایک مقدمے کو فیصلہ ہونے تک کئی عشرے لگ جاتے ہیں۔ قانون وانصاف کے ناقص نظام پر سابق صدر پرویز مشرف نے اس طرح تبصرہ کیا تھا:

موجودہ عدالتی نظام مجرموں کو سزا دینے میں ناکام ہو چکا ہے..... عدلیہ اگر صحیح کام نہ کرے، مجرموں کو سزا دینے میں کئی عشرے لگ جائیں، دہشتگردوں کو منطقی انجام تک پہنچانے کے لیے سالہا سال گزر جائیں تو پھر ایسے عدالتی نظام کو ہٹانا ہوگا، کیونکہ موجودہ عدالتی نظام ہماری ضرورتوں کے مطابق نہیں۔^{xl} پرویز مشرف نے اس کے حل کے لیے قومی احتساب بیورو (نیب) کا ادارہ قائم کیا تاکہ مالی بد عنوانیوں کے مقدمات جلد نمٹائے جاسکیں، اور دہشتگردی کے مقدمات نمٹانے کے لیے خصوصی عدالتیں قائم کیں۔

2- قانون ٹھکنی:

قانون ٹھکنی کی حالت یہ ہے کہ سابق سیکریٹری دفاع میجر رٹائرڈ تنویر نے پولیس اور عدلیہ کے حالات کا جائزہ لینے کے بعد کہا تھا کہ "یہاں پولیس اور عدلیہ، جو قانون کے محافظ ہوتے ہیں، وہی قانون ٹھکنی میں ملوث ہیں"^{xli} ارشاد احمد حقانی ایک وزیر اعظم کے اعتراف کے ساتھ لکھتے ہیں: یہاں ہائی کورٹ کے ججوں کی مقررری میں بھی قانون ٹھکنی کی جاتی ہے، چیف جسٹس کی خواہشات کا خیال رکھا جاتا ہے، ملک کے صدر کو حصہ دیا جاتا ہے اور وزیر اعظم کی ذاتی ترجیحات کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔^{xlii} جب ایسی صورت حال ہو تو پھر عوام کو انصاف کہاں سے مل سکتا ہے۔ جب کہ انصاف تو اسی صورت میں مل سکتا ہے جب عدلیہ اور قانون نافذ کرنے والے اہلکار اہلیت پر مقرر ہوں اور وہ اپنی اپنی ذمہ داری بھی ایمانداری کے ساتھ نبھائیں۔ اسلام سرکاری عہدوں کو امانت تصور کرتا ہے اور ان کا مستحق اہل لوگوں کو قرار دیتا ہے اور حکمرانوں یا با اختیار افراد کو وہ عہدے مستحق لوگوں کے حوالے کرنے کا حکم دیتا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ان اللہ یا مرمکم ان تودوا الامانات الی اھلھا^{xliii} "اللہ تمھیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں مستحقین کے حوالے کرو"

اسی طرح اسلام عدل وانصاف پر بہت زور دیتا ہے چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ان اللہ یا مرمکم بالعدل^{xliv} "بلاشبہ اللہ عدل وانصاف کا حکم دیتا ہے" اسلام تو یہاں تک کہتا ہے کہ عدل وانصاف کے معاملے میں اپنے اور پرائے کا کوئی فرق نہیں ہونا چاہیے یہاں تک کہ قانون وانصاف کا نظام ایسا ہونا چاہیے کہ جس میں دشمن کے ساتھ بھی بے انصافی نہ ہونے پائے۔ ولا یجبر منکم شان قوم علی الاتعدلوا، اعدلوا، هو اقرب للتقوی^{xlvi} "کسی قوم کی دشمنی تمھیں ان کے ساتھ بے انصافی کرنے پر آمادہ نہ کرے، آپ عدل وانصاف سے کام لو، انصاف ہی سب سے زیادہ تقویٰ کے قریب ہے" آپ ﷺ نے فرمایا تھا: وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہوگی جس میں حق کے مطابق عدل وانصاف کے ساتھ فیصلے نہ کیے جاتے ہوں۔^{xlvi} حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی آخری وصیت میں فرمایا تھا: ترکتم فیکم امرین لن تبرحوا بخیر ان تمسکتم بھما: العدل فی الحکم والعدل فی القسم^{xlvii} "میں نے آپ لوگوں کے پاس دو چیزیں چھوڑی ہیں، آپ لوگ اس وقت تک خیریت سے رہو گے جب تک ان کے ساتھ چھٹے رہو گے؛ ایک فیصلوں میں انصاف اور دوسری چیز مالی تقسیم میں انصاف۔"

خلفاء راشدین کے دور میں ججوں کا تقرر میرٹ پر ہوتا تھا اور پھر منج اتنے آزاد ہوتے تھے کہ خلفاء راشدین کے خلاف بلا جھجک فیصلے دیتے تھے، جیسا کہ زید بن ثابت انصاری کا فیصلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف اور قاضی شریح کا فیصلہ ایک یہودی کے مقابلے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف مشہور ہے۔^{xlviii} اس لیے جرائم اور خاص طور پر مالی بد عنوانی پر کنٹرول کرنے کے لیے قانون وانصاف کے نظام کو بہتر بنانا ہوگا تاکہ بلا یا جلد اور سستا انصاف عوام کو مل سکے۔

3۔ سیاسی عدم استحکام:

ملک میں کس قسم کی حکومت ہونی چاہیے، حکومت اور عوام کا آپس میں کس قسم کا تعلق ہونا چاہیے، حکومت اور اس کے اداروں کا آپس میں کیا تعلق ہوگا؟ یہ اور اس قسم کے سوال مغربی ترقی یافتہ ممالک نے تقریباً طے کر دیے ہیں لیکن بد قسمتی سے پاکستان ان ترقی پذیر ممالک کی صف میں شامل ہے جن میں ابھی تک عملی طور پر ایک طرز حکومت پر اتفاق نہیں ہو سکا۔ پاکستان تیسری دنیا کے ان ممالک میں شامل ہے جہاں بار بار فوج نے اقتدار پر قبضہ کیا ہے؛ 1958 ع میں جنرل ایوب خان، 1977 ع میں جنرل ضیاء الحق اور 1999 ع میں جنرل پرویز مشرف نے منتخب حکومتوں کا تختہ الٹ کر فوجی راج قائم کیا۔ اور تجربہ یہ ہے کہ بد عنوانیاں ان مملکتوں میں زیادہ پھلتی پھولتی ہیں جن میں مؤثر سیاسی جماعتوں کا وجود نہ ہو اور جہاں فرد، خاندان، کنبہ، قبیلہ اور دھڑے کے مفاد کو بالادستی حاصل ہو گئی ہو^{xlix}

4۔ قومی دولت کی غیر منصفانہ تقسیم:

قومی دولت کی غیر منصفانہ تقسیم کو وزیراعظم نواز شریف خود تسلیم کرتے ہیں، ان کے الفاظ میں: انسانیت کی بھلائی کے لیے دولت کی غیر منصفانہ تقسیم ختم کرنا ہوگی، جو اسلامی ملکوں کی ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے^l اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام والے ادارے یو این ڈی پی نے قومی دولت کی غیر منصفانہ تقسیم کی تصدیق کی ہے، تجزیہ نگاروں کا تجزیہ بتاتا ہے کہ وطن عزیز کی بڑھتی ہوئی غربت اور بے روزگاری کا سبب صرف وسائل کی کمی نہیں بلکہ غیر منصفانہ تقسیم ہے۔^{li}

انور شعور کے مندرجہ ذیل اشعار قومی دولت کی غیر منصفانہ تقسیم پر صوبوں کی آواز کی ترجمانی کرتے ہیں:

کیا اسی روگ کے قسے نہیں اخباروں میں

یا اسی درد کے افسانے رسائل میں نہیں

مالی تقسیم پہ صوبوں کو شکایت ہے

ہم مسائل میں برابر ہیں وسائل میں نہیں^{lii}

قومی دولت امانت ہوتی ہے اور اس کی غیر منصفانہ تقسیم خیانت ہے، قرآن مجید کا ارشاد اوپر گذرا کہ: "اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں مستحقین کے حوالے کرو"^{liii} حضرت عمر فاروق کا قول بھی اوپر گذرا کہ لوگ اس وقت تک خیریت سے رہ سکتے ہیں جب تک فیصلوں اور مالی تقسیم میں انصاف سے کام لیں گے۔ جب مالی معاملات میں انصاف سے کام نہیں لیا جائے گا تو جو لوگ متاثر ہوں گے وہ مالی بد عنوانیوں میں مبتلا ہوں گے۔

خلاصہ:

اسلامی تعلیمات کے مطابق رشوت رزق حاصل کرنے کا ایک ناجائز ذریعہ ہے، اور اس کا لین دین سخت حرام ہے، اس لیے کہ یہ اجتماعی مفاد کے خلاف قاتل زہر ہے، جس معاشرے میں رشوت پھیل جاتی ہے، اس کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیتی ہے اور سارا معاشرہ انتشار کا شکار ہو جاتا ہے۔ ظلم، نا انصافی، قانون شکنی، بے راہ روی، احساس کمتری، بے چینی، اور اہلیت کا قتل عام سب رشوت کا لازمی نتیجہ ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے لوگوں کا مال ناجائز طور پر کھانے اور انصاف فروخت کرنے کے مترادف قرار دیا ہے اور اسے سخت ناپاک اور قابل نفرت چیز قرار دے کر حرام ٹھہرایا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے رشوت دینے والے، لینے والے اور دونوں کے درمیان واسطہ بننے والے لیجنٹ پر لعنت کی ہے۔ عوامی آراء سے ظاہر ہے کہ رشوت کے بنیادی طور پر تین اسباب ہیں: ملاز میں کی معاشی بد حالی، حرص و ہوس، اور سرکاری بد انتظامی۔

اسلام اس کا حل یہ بتاتا ہے کہ عام ملازمین کی تنخواہیں قدر کفایت کی جائیں، اہم مناصب پر فائز عہدہ داروں کی تنخواہیں پرکشش بنائی جائیں۔ اور پھر لوگوں کی دینی تربیت کی جائے اور ان میں ذہنی بیداری پیدا کی جائے تاکہ اسے سماج دشمن چیز سمجھ کر از خود اس سے رک جائیں۔ اس کے بعد بھی جو اس گھناؤنے جرم میں مبتلا پایا جائے اسے سخت سزا دی جائے۔ اور سرکاری بدانتظامی کو بہتر انتظام کے ساتھ بدلا جائے۔

مطلب کہ رشوت یا مالی بد عنوانیوں پر قابو پانے کے لیے کئی قسم کی تدابیر اختیار کرنا ہوں گی، صرف تنخواہیں بڑھانے، یا سخت سزا دینے سے خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہو سکتے جب تک کہ جامع حکمت عملی مرتب نہ کی جائے اور اس میں انتظامی حوالے سے جو خامیاں ہیں انھیں دور نہ کیا جائے۔

حوالہ جات

-
- i القرآن و یوسف: الحلال والحرام فی الاسلام، مصر، مکتبہ وہبہ، 1976، طبع 10، ص 206، ابن نجیم زین الدین۔ البحر الرائق، مصر، دار الکتب العربیۃ الکبریٰ سن و طبع ندارد
- ii 262/6، الطریق عبد اللہ بن عبد الحسین، جریدۃ الرشوة، الریاض، 1982، طبع 3، ص 51
- iii الہندی علی المتقی، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، بیروت، مؤسسۃ الرسالہ، سن و طبع ندارد، 115/6، المبینی احمد بن حسین، السنن الکبریٰ، حیدر آباد دکن، مطبع مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، 1352ھ طبع اول، 138/10، الطریق، جریدۃ الرشوة ص 71، ابن ماجہ محمد بن یزید، السنن، کراچی قدیمی کتب خانہ، سن و طبع 175/2، ابن نجیم، البحر الرائق 280/6، ابن عابدین محمد امین، رد المحتار علی الدر المختار، مصر، دار الطباعة العامرة، سن و طبع 431/4، ابن تیمیہ شیخ الاسلام احمد، مجموعہ فتاویٰ شیخ الاسلام، المملكة العربیة السعودیة مطبوعہ 1398ھ، طبع اولی، 281/28
- iv روزنامہ جنگ کراچی 9 فروری 2004 ص 10
- v روزانہ خبروں سکھر، 11 مئی 2004، ج 1، نمبر 158، ص 1
- vi روزانہ کوشش حیدر آباد، 8 فروری 2004 ع ص 1
- vii روزانہ عوامی آواز کراچی، 9 دسمبر 2007
- viii روزنامہ جنگ کراچی، 21 مئی 2005
- ix ابن حنبل احمد، مسند احمد الریاض، بیت الافکار الدولیہ 1998 ع، ص 1657 حدیث نمبر 22762
- x سورة البقرہ: آیت 188
- xi آلوسی محمود، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، بیروت، دار احیاء التراث العربی، سن و طبع 70/2، ابو حیان محمد بن یوسف اندلسی، التفسیر الکبیر المسمیٰ بالبحر المحیط، ریاض، مکتبہ ومطابع النصار الحلیث سن و طبع 56/2، مراغی احمد مصطفیٰ، تفسیر المرائی، مصر، شرک و مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ سن و طبع 80/2، رشید رضا محمد، تفسیر المنار، مصر، دار المنار، 1367ھ طبع 3، 200/2، عثمانی محمد شفیع مفتی، معارف القرآن، کراچی ادارۃ المعارف، 1992 ع، طبع جدید، 460/1
- xii ملا جیون احمد: نور الانوار، دہلی المطبع المجتبیٰ 1359ھ طبع 65، زرخشری جار اللہ محمود، الکشاف عن حقائق التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوہ التاویل، مصر، مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ سن و طبع 233/1، القرطبی محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، القاہرہ، دار الکتب العربی، 1967 ع طبع 339/2_340، روح المعانی 70/2، تفسیر المنار، 200/2، البحر المحیط 56/2
- xiii سورة المائدہ: 42
- xiv ابن منظور الافریقی، لسان العرب، بیروت، دار صادر 1968 ع طبع 2/ ماده سخت
- xv طبری محمد بن جریر، جامع البیان فی تفسیر آی القرآن، مصر، شرکۃ المکتبہ ومطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ 1954 ع طبع 2، 140/6
- xvi ایضاً ص 140.139، جصاص ابو بکر احمد بن علی، احکام القرآن، لاہور، سہیل الکیڈمی، سن و طبع 433/2
- xvii روح المعانی 140/6
- xviii زرخشری، الکشاف 434/1_435، رازی، التفسیر الکبیر 361/11، ابو حیان، البحر المحیط، 489/3
- xix مفتی محمد شفیع، معارف القرآن 151/3

- xix سورة المائدہ آیت 62_63
- xx سورة المائدہ: آیت 44
- xxi الخازن علی بن محمد، لباب التاویل فی معانی التنزیل المسمی، بتفسیر الخازن 47/2
- xxii ترمذی ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، کراچی سعید ایچ ایم کمپنی، س و ط ند، 248/1، الھندی، کنز العمال 113/6، المنذری عبد العظیم بن عبد القوی، الترغیب والترہیب من الحدیث الشریف، تحقیق سعید محمد الحام، دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع، 231/4، ابن الاثیر مبارک بن محمد، جامع الاصول فی احادیث الرسول، حقق نصوصہ وخرج احادیثہ وعلق علیہ عبد القادر الارناؤط، مکتبۃ الحلوانی، س و ط ند، 173/10
- xxiii لمیشی علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد و منبع الفوائد، بیروت، دار الکتب س و ط ند 199/4
- xxiv یہ سوانح نامہ، مضمون نگار نے 2003 میں اپنی پی ایچ ڈی کے مقالے کی تحقیق کے سلسلے میں مختلف شعبائے زندگی سے وابستہ 100 اہم افراد سے بھرا یا تھا، جن میں شیخ رشید احمد سابق وفاقی وزیر اطلاعات اور سردار صادق ایاز موجودہ اسپیکر قومی اسمبلی کے ساتھ دیگر 8 قومی اسمبلی کے میمبران بھی شامل تھے، ان کے ساتھ پولیس، روبینو، صحت، تعلیم، عدلیہ، صحافت، مذہب، اور دوسرے شعبائے زندگی سے وابستہ اہم شخصیات شامل تھیں۔
- xxv زندہ بشیر احمد، رشوت اور اس کا حل، پی ایچ ڈی تھیسز سال 2007، شعبہ اسلامک کلچر، سندھ یونیورسٹی، جامشورو ص 220-222
- xxvi ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، السنن، کراچی، ایچ ایم سعید کمپنی، س و ط ند 52/2
- xxvii شبلی نعمانی، الفاروق، کراچی دارالاشاعت، 1991 ع ط ند ص 196
- xxviii محمد قطب، الانسان بین المادیہ والاسلام، القاہرہ مصر، مطبع دارالکتب العربی 1952 ع طبع 3، ص 157
- xxix سورة آل عمران آیت 14
- xxx سورة الفجر آیت 20
- xxxi محمد بن عبد اللہ خطیب مشکوٰۃ المصابیح، کراچی قدیمی کتب خانہ س و ط ند 450/2
- xxxii ترمذی، الجامع 77 / 2
- xxxiii سعد میشراف الدین مصلح بن عبد اللہ، گلستاں، کوئٹہ مکتبۃ الخفیف س و ط ند ص 115-116
- xxxiv الحدید آیت 25
- xxxv ابن کثیر ابوالفداء اسماعیل، تفسیر القرآن العظیم، بیروت دار الفکر، 1990 ع ط ند 59/3، ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، القاہرہ، دار ابی حیان 1996 ع طبع 1، 10/2
- xxxvi ماہوار بیداری، حیدر آباد، مضمون: "ملک میں جرائم کیوں ہوتے ہیں، حقیقت پسندانہ جائزہ"، ترجمہ اسد اللہ اسد سومرو، مارچ 1997
- xxxvii صحیح بخاری 164/2، صحیح مسلم 123/2
- xxxviii ابن تیمیہ شیخ الاسلام احمد، الحسبۃ فی الاسلام، کویت، دار یلاف الدولیہ للنشر والتوزیع، 1997 ع طبع اولی ص 53
- xxxix روزنامہ کاوش حیدر آباد 23 اپریل 2004 جلد 14، ص 257
- xl روزنامہ جنگ کراچی، 3 اگست 2001 ع ج 65 شمارہ 211
- xli روزنامہ کاوش حیدر آباد 29 اپریل 2005 ع، روزنامہ عبرت حیدر آباد 29 اپریل 2005 ع، روزنامہ جنگ کراچی 30 اپریل 2005 ع، مضمون کسے وکیل کریں، کس سے منصفی چاہیں، مضمون نگار ارشاد احمد حقانی۔
- xlvi روزنامہ جنگ کراچی 30 اپریل 2005 ع، مضمون کسے وکیل کریں، کس سے منصفی چاہیں، مضمون نگار ارشاد احمد حقانی۔
- xlvi سورة النساء: آیت 58
- xliv سورة النحل آیت 90
- xliv سورة المائدہ آیت 8
- xlvi وکیع محمد بن خلف، اخبار القضاة، بیروت، عالم الکتب، 2001 ع طبع 1، ص 36
- xlvi شاہ ولی اللہ، ازالۃ الخفاء عن خلفاء الخلفاء، لاہور سہیل اکیڈمی 1976 ع طبع اول 190/2
- xlvi شبلی نعمانی، الفاروق، دارالاشاعت کراچی، 1991 ع طبع اول، ص 218، سید امیر علی، روح اسلام ص ۴۲۶
- xlvi زندہ بشیر احمد، رشوت اور اس کا حل، پی ایچ ڈی تھیسز، ص 236، ڈاکٹر عبدالرؤف سابق ایڈیشنل سیکریٹری تعلیم پنجاب، بد عنوانی اور رشوت ستانی ص 123

ⁱایکسپریس نیوز اردو ای پی پی، 31 اکتوبر 2013، (<http://www.express.pk/story/191261/>)

^{li}رند، بشیر احمد، رشوت اور اس کا حل، پی ایچ ڈی تھیسز، ص 237

^{lii}روزنامہ جنگ کراچی، 18 مئی 2005 ع ص 5

^{liii}سورۃ النساء: آیت 58